ماسٹر صاحب ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم پنجاب نے چٹھی نمبر ۲۶۶۵۶ مورخہ ۸ دسمبر ۱۹۳۶ء کے ذریعے تمام پنجاب کے سکولوں کیلئے منظور فرمایا (رجسٹرڈ نمبر ایل ۳۸۶۰)

جناب ناظم صاحب تعلیمات ریاست حیدر آباد نے سرکلر نمبر ۱۳۵۴ واقع ۲۱ تیر ۱۳۴۶ف کے ذریعے ریاست کے تمام سکولوں اور دفاتر تعلیم کیلئے منظور فرمایا

حالی اکیڈمی کا اخبار

پیغام حیات

پانی پت

علمی، ادبی اور اصلاحی مجلہ

ایڈیٹر۔ شیخ محمد اسمٰعیل

قیمت فی پرچہ ایک آنہ

سالانہ قیمت تین روپے

جلد ۲	پانی پت (ضلع کرنال) بابت ۱۶ ستمبر ۱۹۳۷ء	نمبر ۴

صفحہ ۳ ضرور ملاحظہ فرمائیں

وہ اشعار
جو بطور ضرب المثل استعمال ہوتے ہیں

(بسلسلہ گزشتہ)

مرزا غالب کے منتخب اشعار

وفا کیسی کہاں کا عشق، جب سر پھوڑنا ٹھیرا (۳) تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگِ آستاں کیوں ہو

وہ اپنی خو نہ چھوڑیں گے ہم اپنی وضع کیوں بدلیں
سبک سر بن کے کیا پوچھیں کہ ہم سے سرگراں کیوں ہو

ع ہوئے تم دوست جس کے دشمن اُس کا آسماں کیوں ہو

رہئے اب ایسی جگہ چل کر جہاں کوئی نہ ہو
ہم سخن کوئی نہ ہو اور ہم زباں کوئی نہ ہو

پڑیے گر بیمار تو کوئی نہ ہو تیماردار
اور اگر مر جایئے تو نوحہ خواں کوئی نہ ہو

ع مسجد کے زیرِ سایہ خرابات چاہیے

ع تقریب کچھ تو بہرِ ملاقات چاہیے

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے
کچھ نہیں ہے تو عداوت ہی سہی

ہم کوئی ترکِ وفا کرتے ہیں
نہ سہی عشق مصیبت ہی سہی

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے
بے نیازی تری عادت ہی سہی

یار سے چھیڑ چلی جائے اسد
گر نہیں وصل تو حسرت ہی سہی

دیکھنا تقریر کی لذت کہ جو اس نے کہا
میں نے یہ جانا کہ گویا یہ بھی میرے دل میں ہے

ع ذکر میرا مجھ سے بہتر ہے کہ اُس محفل میں ہے

ہر بوالہوس نے حسن پرستی شعار کی
اب آبروئے شیوہ اہلِ نظر گئی

ہو چکیں غالب بلائیں سب تمام
ایک مرگِ ناگہانی اور ہے

آگے آتی تھی حالِ دل پہ ہنسی
اب کسی بات پر نہیں آتی

جانتا ہوں ثوابِ طاعت و زہد
پر طبیعت اِدھر نہیں آتی

ہے کچھ ایسی ہی بات جو چپ ہوں
ورنہ کیا بات کر نہیں آتی

ہم وہاں ہیں جہاں سے ہم کو بھی
کچھ ہماری خبر نہیں آتی

مرتے ہیں آرزو میں مرنے کی
موت آتی ہے پر نہیں آتی

میں بھی منہ میں زبان رکھتا ہوں
کاش پوچھو کہ مدعا کیا ہے

جبکہ تجھ بن نہیں کوئی موجود
پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

اخبار
پیغامِ حیات

جلد ۲	بابت ۱۶ ستمبر ۱۹۳۷ء	نمبر

حالی اکیڈمی

اُردو زبان کی ترقی اور اُس کی نشر و اشاعت کے لئے ملک کے طول اور عرض میں متعدد اشاعتی ادارے قائم ہیں جو اپنی اپنی جگہ نہایت مفید کام کر رہے ہیں۔ لیکن ضرورت ہے کہ ان کو اور زیادہ وسعت دیجائے، اور اُردو کی اشاعت اور ترقی کا کام بڑے پیمانہ پر جاری کیا جائے۔ اس لئے کہ اپنی قومی، ملکی اور مادری زبان کا قیام اور اُس کی بقا اُسی وقت ممکن ہے جبکہ ہم زیادہ سے زیادہ اُس سے دلچسپی لیں، اور اُسے زندہ رکھنے، پروان چڑھانے، وسعت دینے اور تمام دنیا میں اُس کو پھیلانے کیلئے حتی المقدور کوشش کریں۔

ان حالات کے پیش نظر عرصہ سے میرا خیال تھا کہ اعلیٰ پیمانہ پر اُردو کا ایک اشاعتی ادارہ قائم کیا جائے، جو ایک طرف اُردو زبان میں بہترین لٹریچر کے اضافہ کا باعث بنے، اور دوسری طرف مصنفین اور مؤلفین کی خدمت اور علمی کاوشوں میں اُن کی امداد کرے۔

اپنے چند اہل علم احباب سے جب میں نے اس کے متعلق مشورہ کیا تو انہوں نے میرے اس خیال کی تائید کرتے ہوئے ہر ممکن امداد کا وعدہ کیا۔ پس اللہ کا نام لیکر یہ کام شروع کیا جاتا ہے۔ فی الحال اگرچہ کام بہت معمولی حالت سے شروع ہوگا۔ لیکن اگر خلوص اور مستعدی کے ساتھ کام کیا گیا تو انشاء اللہ ایک دن یہ ادارہ اُردو کا ایک مستقل اور بہترین مرکز بن جائے گا۔

شمس العلماء مولانا الطاف حسین حالی نے اپنی تمام عمر اُردو کی جس قدر عظیم الشان خدمات کی ہیں، اُنہیں دیکھتے ہوئے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُردو کی اشاعت کے لئے جو ادارہ مولانا کے اپنے وطن میں قائم ہو رہا ہے، اس کو انہی کے نام نامی سے منسوب کیا جائے۔ لہٰذا اس علمی ادارہ کا نام "حالی اکیڈمی" رکھا جاتا ہے۔ اور کوشش کیجائے گی کہ یہ مولانا مرحوم کی ایک صحیح علمی یادگار ثابت ہو، اور اتنا ہی ٹھوس علمی کام انجام دے جتنا مولانا مرحوم ساری عمر انجام دیتے رہے۔ خدائے تعالیٰ اس کوشش میں برکت عطا فرمائے۔

"حالی اکیڈمی" کے مقاصد اور عزائم حسب ذیل ہیں:-

(۱) نہایت اعلیٰ پایہ کی علمی، ادبی، تاریخی اور اخلاقی کتابیں شائع کرنا خاص کر ایسی تصنیفات اور تالیفات جو اپنی نوعیت میں جدید اور نئی ہوں۔

(۲) عورتوں اور بچوں کیلئے دلچسپ اور آسان ترین کتابوں کی اشاعت۔

(۳) قدیم اور نایاب کتابوں کے جدید ایڈیشن تلاش کر کے شائع کرنا۔

(۴) کتابوں کی طباعت میں حسن ظاہری کا خاص خیال رکھنا۔

(۵) اس امر کی انتہائی کوشش کرنا کہ جو کتابیں شائع کیجائیں وہ نہایت صحیح اور ممکن حد تک اغلاط سے پاک ہوں، کیونکہ اُردو کتابوں میں غلطیوں کی وبا آج کل اس قدر عام ہے کہ کوئی بڑے سے بڑا ادارہ اور کوئی اعلیٰ سے اعلیٰ کتاب اس سے خالی نہیں۔ یہاں تک کہ آج کتابوں کا صحیح چھپنا ناممکن ہو گیا ہے۔

(۶) مصنفین کیلئے اُن کی کتابوں کے دلچسپ، پُر زور اور مؤثر اشتہارات بنانا، اور کتابوں کی اشاعت میں اُنکی ہر ممکن اعانت کرنا۔

(۷) جو صاحبان اپنی مصنفہ کتابیں اکیڈمی کی معرفت چھپوائیں اُن کا کام عمدگی اور کفایت کے ساتھ کرا دینا۔

(۸) مصنفین کی علمی امداد اور اُن کے علمی، ادبی اور تاریخی استفسارات کے جوابات دینا اور تصنیف و تالیف میں حتی الوسع اُن کو آسانی بہم پہنچانا۔

(۹) مبتدی مضمون نگاروں کی رہنمائی کرنا۔

(۱۰) اُردو کی خدمت کرنیوالے تمام اُردو اداروں سے اشتراک عمل۔

(۱۱) ارکین اکیڈمی کو وقتاً فوقتاً علمی دنیا کے حالات سے باخبر کرتے رہنا۔

(۱۲) ارکین اکیڈمی کو تمام ہندوستان میں شائع شدہ جدید اُردو مطبوعات سے روشناس کراتے رہنا۔

(۱۳) وقتاً فوقتاً علمی جلسے منعقد کرنے۔

(۱۴) وقتاً فوقتاً بعض علمی ٹریکٹ اور پمفلٹ مفت شائع کرنے۔

(۱۵) ایک اعلیٰ درجہ کی لائبریری کا قیام۔ جس میں وسیع پیمانہ پر ہر علم و فن کی کتب جمع کی جائیں، اور اس کے قواعد ایسے رکھے جائیں کہ تمام ہندوستان کے اہل علم اور صاحبان تصنیف اپنی اپنی جگہ پر کتابیں منگا کر اُن سے مستفید ہو سکیں، اور اس طرح لائبریری کا فیضان سارے ہندوستان میں پھیلتا رہے۔

(۱۶) اُردو کی ترقی و اشاعت کی ہر مفید تحریک کا پرتپاک خیر مقدم کرنا، اور اُس میں عملی حصہ لینا۔

حالی اکیڈمی کے رکن بننے کے ضوابط مختصراً یہ ہیں:-

۱- جو صاحب تین روپے سالانہ پیشگی مرحمت فرمائینگے وہ اکیڈمی کے رکن سمجھے جائیں گے، اور اُن کی خدمت میں اکیڈمی کا اخبار "پیغام حیات" مفت حاضر ہوا کرے گا، جس کی قیمت تین روپے سالانہ ہے۔

۲- جو ارکین بیس روپے سالانہ یکمشت پیشگی یا مختلف اقساط میں عطا فرمائیں گے، اُن کو اُن کی حسب پسند ایک سال میں پچیس روپے کی کتابیں ارسال کی جائیں گی، اور جو پمفلٹ یا ٹریکٹ اکیڈمی کی طرف سے شائع ہوگا وہ اُن کی خدمت میں ہدیۃً پیش کیا جائے گا۔ اکیڈمی کا اخبار "پیغام حیات" بھی مفت اُن کے نام جاری کر دیا جائے گا، اور ملک کی تازہ اُردو مطبوعات سے اُنہیں باخبر رکھا جائے گا۔ اور جو رکن تصنیف و تالیف کے کام میں اکیڈمی کی امداد چاہیں نہایت مستعدی کے ساتھ اُن کی خدمت کی جائے گی۔

اُمید ہے کہ ہندوستان کے تمام اہل علم اور اُردو کی ترقی چاہنے والے حضرات اکیڈمی کا رکن بن کر اس کی سرپرستی فرمائیں گے۔ کیونکہ اکیڈمی سے جس قدر زیادہ متعاون ہوں گے اُسی قدر وہ زیادہ خوبی اور عمدگی کے ساتھ بہتر سے بہتر کتابیں شائع کر کے اُردو کی خدمت کر سکے گی۔

خاکسار محمد اسماعیل

حالی اکیڈمی پانی پت

کاہلوں کا شہر

ایک نہایت پُر لطف فسانہ

[از جناب شیخ محمد عبدالاسلام صاحب فضل بی-اے، بی ٹی (علیگ) ہیڈ ماسٹر حالی مسلم ہائی سکول پانی پت]

بہت زمانہ گذرا، کسی مُلک میں ایک شہر ایسا تھا جہاں کے لوگ بڑے کاہل تھے۔ آج کا کام کل پر ٹالنے کی اُن کی عادت تھی۔ چھوٹے چھوٹے کاموں کیلئے اُن میں سے ہر ایک یہ سوچا کرتا تھا کہ میں کیوں کروں؟ کوئی دُوسرا کیوں نہ کرے؟ ایسا کرنے سے سب کو بہت تکلیف ہوتی تھی، اس لئے ہر ایک اپنے ہمسایوں اور شہر والوں کو بُرا بھلا کہتا تھا۔ لیکن کبھی کوئی شخص یہ نہ سوچتا تھا کہ اگر میں ہی اس کام کو کر لوں تو خود بھی آرام سے رہوں اور دُوسروں کو بھی سُکھ ملے۔

اِس شہر میں جب آموں کی فصل آتی تو ان لوگوں کی کاہلی کا نتیجہ دیکھنے کے قابل ہوتا تھا۔ باغ سے آم لاتے اور سڑک پر ڈھیر لگا دیتے۔ یہیں بیچتے، یہیں خریدتے، اور راستوں ہی میں آم کھا کھا کر چھلکوں اور گٹھلیوں کے ڈھیر لگا دیتے۔ راستہ چلنے والوں کو سخت تکلیف ہوتی۔ آم بیچنے کے وقت راستہ نہ ملتا، اور آم بک جانیکے بعد گٹھلیوں اور چھلکوں کے ڈھیر پر چلنے سے لوگوں کے پیر پھسلتے اور کپڑے خراب ہوتے۔ اِن چیزوں کے گلنے سڑنے سے دماغ الگ پریشان ہوتا۔ تکلیف سے ہر ایک بڑبڑاتا۔ مگر اپنی کاہلی کا الزام ہمیشہ دوسروں پر لگاتا تھا۔ کسی اللہ کے بندے کو اتنی توفیق نہ ہوتی تھی کہ آموں کی منڈی بنوا دے۔ خیر یہ تو بڑی بات ہے۔ اِس شہر کے لوگ اتنی زحمت تو گوارا کرتے ہی نہ تھے کہ آم خرید کر گھر لیجائیں، اور وہاں تمیز سے بیٹھ کر کھائیں۔ گٹھلیاں اور چھلکے کسی پُرانے صندوق یا ٹوکری میں جمع رکھیں جہاں سے حلال خور اُن کو کوڑی تک پہنچا دیں۔

اِس کاہلی کا نتیجہ یہ تھا کہ اِس شہر کی سڑکیں اور گلیاں ہمیشہ گندی رہتیں، اور لوگ طرح طرح کی بیماریوں میں مُبتلا رہتے۔ ایک دفعہ وہاں کے بادشاہ کو ایک عجیب تدبیر سُوجھی۔ ایک دن جب سُورج چھپ گیا تو وہ بھیس بدل کر شہر کے باہر اُس سڑک پر پہنچا جس سے شہر کے اندر داخل ہوتے تھے۔ سڑک کے بالکل بیچ میں اُس نے ایک بڑا گڑھا کھودا۔ پھر اپنی جیب میں سے ایک بٹوہ نکال کر اُس گڑھے کے اندر رکھا، اور اُوپر سے تھوڑی سی مٹی ڈالکر اپنے چاروں طرف ایک بڑا پتھر ڈھونڈنے لگا۔

اتفاقاً ایک کھیت کی ڈول پر اُس کو ایک بہت بڑا پتھر نظر آیا، جو برسوں سے وہیں پڑا تھا۔ اگرچہ پتھر بہت بڑا اور بھاری تھا لیکن بادشاہ نے ہمت نہ ہاری۔ آہستہ آہستہ سرکا کر وہ اُس پتھر کو بیچ سڑک میں لے آیا، اور کھودے ہوئے گڑھے کے مُنہ پر اُس پتھر کو اچھی طرح جما دیا۔ اِس کام سے فارغ ہوکر بادشاہ اپنے محل کو واپس چلا گیا۔ صُبح بہت سویرے ایک کمہار پڑاوے سے مٹی کے برتن گدھے پر لادے ہوئے شہر کی طرف چلا آرہا تھا۔ اندھیرے میں گدھے نے اسی پتھر سے ٹھوکر کھائی اور گرا۔ کمہار کے سارے برتن چکنا چُور ہوگئے۔ اُس کو بڑا غصہ آیا، اور کہنے لگا "اِس بستی کے آدمی بھی کیسے کاہل ہیں، جن سے سڑک پر سے پتھر بھی نہیں اُٹھایا جاتا۔ میری کئی روز کی محنت اکارت گئی۔ اب بال بچوں کا پیٹ کیسے پالُوں گا؟" یہ کہہ کر ٹوٹے ہوئے برتنوں کا بورا بیچ سڑک میں پھینک، اور گدھے کو ہنکاتا ہوا گھر کی طرف چل دیا۔

کچھ دیر بعد ایک دہی والا بہنگی کندھے پر اُٹھائے اور دو مٹی کے بڑے بڑے کونڈوں میں دہی بھرے ہوئے اِسی مقام سے گذرا۔ بیچارے نے پتھر اور اُس کے اُوپر ٹوٹے ہوئے مٹی کے برتنوں کے ڈھیر سے ٹھوکر کھائی۔ مُنہ کے بل گرا، چوٹ بھی لگی، اور دونوں کونڈے ٹوٹ کر سارا دہی بہہ گیا۔ غریب چوٹ کو تو بھول گیا، اور یہ سوچ کر پریشان ہونے لگا کہ "آج بچے کیا کھائیں گے؟ کیسے سنگدل لوگ ہیں جنہوں نے بیچ سڑک میں یہ ڈھیر لگا رکھا ہے" غرض کونڈوں کے ٹکڑے سڑک پر چھوڑ، روتا بسورتا یہ بھی یہاں سے رخصت ہوا۔

اب چاندنا ہو چلا تھا۔ شہر کے ایک رئیس اپنی موٹر میں کہیں باہر سے آرہے تھے۔ جب اِس مقام پر پہنچے تو سڑک بند دیکھ کر موٹر کا ہارن بجانے لگے، مگر مٹی پتھر کا ڈھیر جاندار ہوتا تو اُن کے حکم کی تعمیل کرتا۔ ہزار ہارن بجایا، لیکن ڈھیر اپنی جگہ سے نہ ہٹا۔ انہوں نے دل میں سوچا کہ اب کون آخر یہ تمام ملبہ ہٹائے، چلو موٹر اسی پر سے دوڑا دو۔ موٹر چلائی مگر موٹر نے بڑے پتھر سے اِس زور کی ٹکر کھائی کہ موٹر کا اگلا دُھرا ہی ٹوٹ گیا۔ رئیس بہادر نے داروغہ صفائی، مہتروں، پُلیس والوں، سڑک کے انجنیروں اور شہر کی کمیٹی والوں کو بہت بُرا بھلا کہا۔ پھر کہنے لگے "یہ کیسا گندہ شہر ہے، جہاں کسی کو اتنی توفیق نہیں ہوتی کہ سڑک پر ایک پتھر گر جائے تو اُٹھا کر ایک طرف کردے۔"

موٹر گھسیٹ کر کیسے لے جاتے۔ صُبح سویرے اُس مقام پر دس پانچ آدمیوں کا اکٹھا کرنا بھی مشکل تھا، ناچار موٹر وہیں سڑک پر چھوڑ گھر کو چل دیئے۔

اتنے میں ایک بیل گاڑی بھی منوں اناج سے لدی آپہنچی اور سڑک موٹر سے گھری دیکھ کر اُس نے سڑک کے ایک کنارے سے ہو کر اپنی گاڑی نکالنے کا ارادہ کیا۔ سڑک تھی تنگ، اور اُس کے کنارے ایک گہرا نالہ تھا۔ گاڑی اُس کے اندر گری۔ قسمت سے گاڑی بان کی جان تو بچ گئی، مگر بیلوں میں سے ایک کی ٹانگ ٹوٹ گئی، اور گاڑی کا تمام اناج کچھ سڑک کے کنارے اور کچھ نالے میں ڈھیر ہوگیا۔ گاڑیبان نے شہر کے لوگوں کو بُرا بھلا تو بہت کہا مگر کرتے بھی کیا، اناج وہیں چھوڑ کر چلتا بنا۔

اب دن چڑھ گیا تھا۔ آمدورفت زیادہ ہوگئی تھی، اور

ہر شخص دوسروں کو برا بھلا کہتا اس ڈھیر پر سے گذر رہا تھا مگر کسی کو یہ نہیں سوجھتا تھا کہ راستہ صاف کر دینا چاہیے۔

آخر بادشاہ نے شام کے وقت جب سورج غروب ہو رہا تھا شہر کے تمام رئیسوں، مہاجنوں، سوداگروں، اپنے اہلکاروں، کمیٹی کے ممبروں، نمبرداروں، سفید پوشوں، ذیلداروں وغیرہ کو اسی مقام پر جہاں یہ پتھر پڑا ہوا تھا جمع کیا۔ سب لوگ حیران تھے کہ یہ کیا نئی بات ہے؟

سب کے سامنے بادشاہ نے یہ پتھر خود اپنے ہاتھ سے سرکایا۔ پھر مٹی ہٹا کر گڑھے میں سے وہ بٹوہ نکالا جو پچھلی رات اس نے گڑھے میں رکھا تھا۔ سب کے سامنے بٹوہ کھولا اُس میں سے ایک پرچہ نکال کر پڑھا۔ اُس پر لکھا تھا:-

"یہ تحفہ اُس شخص کے لئے ہے جو اس پتھر کو گڑھے کے منہ پر سے ہٹائے"

پھر بادشاہ نے بٹوے میں سے ایک انگوٹھی نکالی جس پر ایک بیش قیمت ہیرا جڑا تھا۔ بادشاہ نے حاضرین سے کہا، کہ دیکھو تم سب کی کاہلی نے تمہیں کس قدر بدقسمت بنا رکھا ہے۔ وہ کمہار جو اپنے برتنوں کے ٹوٹ جانے سے اس قدر رنجیدہ تھا، اگر یہ سوچتا کہ اُس کا تو نقصان ہو ہی چکا ہے، اب کم از کم دوسروں کو نقصان اور تکلیف سے بچانے کے لئے میں یہ پتھر سڑک پر سے ہٹا دوں، تو جس وقت وہ یہ پتھر اُٹھاتا تو یہ بٹوہ اُسے ملجاتا۔ اور وہ دوسروں کی خدمت کر کے خود مالامال ہو جاتا۔ آج دو دن سے یہ انگوٹھی یہاں گڑی رہی، لیکن کاہلی و خودی کی وجہ سے کوئی شخص بھی اس انعام کو حاصل کرنے کے قابل ثابت نہ ہوا۔ اسی طرح روزمرہ تم اپنی سستی کی عادت سے خدا جانے کتنی نعمتوں سے محروم رہتے ہو۔

خاندانِ مغلیہ کی اہلِ علم خواتین

اور شاہانِ اسلام کے زمانہ میں زنانہ تعلیم کا انتظام

(ایک دلچسپ تاریخی مقالہ)

[انتخاب سندر ناتھ لال ایم۔ اے، بی۔ ایل]

ہندوستان میں مسلمانوں کے زمانہ میں (لڑکوں کے ساتھ ساتھ) لڑکیوں کی تعلیم کا بھی خاص طور پر خیال رکھا جاتا تھا۔ اُن کے لئے باقاعدہ سکول اور مدرسے کھلے ہوئے تھے جہاں اُن کو قرآن شریف، دینیات اور دوسرے علوم کی تعلیم دیجاتی تھی۔ قرآن شریف ختم کرنیکے بعد دھوم دھام سے "آمین" کی رسم منائی جاتی تھی۔ اور اُستاد کو تحفے اور ہدیے دئے جاتے تھے، اور مدرسہ میں چھٹی ہو جاتی تھی۔ اگرچہ پردہ کی قیود موجود تھیں تاہم لڑکیاں آزادی کیساتھ مدرسے جا سکتی تھیں مُغلوں کے عہد حکومت میں خاندانِ شاہی کی بیگمات اور شہزادیوں کو خاص طور پر علوم و زباندانی کی اعلیٰ تعلیم دیجاتی تھی۔ اور اِن میں سے اکثر علم و فضل کے لحاظ سے نہایت مشہور ہوئی ہیں۔ مثال کے طور پر ہم یہاں خاندانِ مغلیہ کی تعلیم یافتہ خواتین میں سے بعض کا ذکر کریں گے:۔

بابر کی بیٹی گلبدن بیگم ایک فاضلہ عورت تھی، جس نے ہمایوں نامہ جیسی بے نظیر کتاب لکھی۔ یہی کتاب تھی جس نے اُس کے نام کو زندۂ جاوید بنا دیا۔ ایک بہت عمدہ لائبریری اِس بیگم نے جمع کی تھی۔

ہمایوں کی بھانجی اور اکبر کی بیوی سلیمہ سلطان مخفی تخلص کرتی اور فارسی کی اعلیٰ درجہ کی شاعرہ تھی۔

اکبر کی دودھ پلائی ماہم انگہ اچھی تعلیم یافتہ تھی اُس نے دہلی میں ایک کالج قائم کیا تھا۔

اکبر کے زمانہ میں شاہی خاندان کی عورتوں کو باقاعدہ تعلیم دیجاتی تھی۔ شہنشاہ نے فتح پور سیکری میں جو محل بنایا تھا، اُس کے چند کمرے ایک گرلز سکول کیلئے وقف کر دئے گئے۔ تاریخ کی کتابوں میں اِس زنانہ مدرسہ کا نقشہ دیا گیا ہے۔

جہانگیر کی مشہور عالم بیوی نورجہاں فارسی اور عربی لٹریچر کی ماہر تھی۔ علمی قابلیت کے ساتھ ساتھ سیاسی عقل بھی کافی رکھتی تھی۔ نہایت عاقل، منتظم اور ہوشیار عورت تھی اور خاوند کی موجودگی میں مُلک کا انتظام بڑی خوبی کے ساتھ کرتی تھی۔

شاہجہاں کی چہیتی بیگم ممتاز محل کو فارسی پر بڑی دسترس حاصل تھی، اور بہت اچھی نظمیں بنا سکتی تھی۔

شاہجہاں کی بڑی لڑکی جہاں آرا بیگم اپنے زمانہ کی نہایت فاضلہ عورتوں میں سے ایک تھی۔ وہ علماء اور فضلاء کی بڑی قدردان تھی، اور ہمیشہ اُن کو انعام و اکرام سے مالامال کرتی رہتی تھی۔ اُس کی تعلیم و تربیت ستی النساء کے زیر اہتمام ہوئی۔ جو ممتاز محل کی زنانہ ناظر اور نہایت عالمہ خاتون تھی تجوید اور قرأت کی ماہر اور فارسی کی اعلیٰ قابلیت رکھتی تھی یہ ستی النساء ہی کی سفارش اور کوشش کا نتیجہ تھا کہ ممتاز محل نے شہر کے تمام علماء و فضلاء کی لڑکیوں کی پنشنیں مقرر کر دی تھیں، جو اُن کو گھر بیٹھے پہنچ جایا کرتی تھیں۔

اورنگ زیب کی لڑکی زیب النساء سے کون شخص ہے جو واقف نہ ہو۔ علم و فضل اور لیاقت و قابلیت میں اپنا جواب نہ رکھتی تھی۔ قرآن مجید کی عالمہ، عربی کی ماہر، فارسی کی ادیب اور فن خوشنویسی میں نہایت مشتاق تھی۔ لائق باپ نے قابل بیٹی کو خود تعلیم دی تھی۔ بہت سے ادیب، فاضل، اور شاعر زیب النساء کے ہاں ملازم تھے، جنہوں نے بکثرت تصنیفات اور تالیفات لکھ کر اپنی ولی نعمت کے نام پر معنون کیں۔

عالمگیر کی ایک لڑکی بدر النساء قرآن کریم کی حافظ تھی۔

ہمارے مختصر مگر جامع بیان سے جو اوپر مذکور ہوا روزِ روشن کی مانند ثابت ہو جاتا ہے کہ ہندوستان میں مسلم شہزادیوں اور

(باقی ملاحظہ ہو صفحہ ہذا کالم ۱)

(بقیہ صفحہ ہذا کالم ۲)

بیگمات کی تعلیم و تربیت میں مطلق غفلت نہیں برتی جاتی تھی، اور گو اُن کو پردہ کی پوری پوری پابندی کرنی پڑتی تھی پھر بھی اُنہوں نے اپنی علمی قابلیت کے قابل تعریف نمونے چھوڑے ہیں۔

(ملخص از پردہ سوشن آف لرننگ) مترجمہ شیخ رحیم الدین پانی پتی

تاریخِ اسلام
کے
نہایت عجیب اور دلچسپ واقعات

اسلام کی طویل تاریخ بے انتہا عجیب و غریب اور دلچسپ واقعات سے بھری پڑی ہے۔ جن کا مطالعہ زندگی کے ہر دَور اور ہر شعبہ میں ہمارے لیے بکار آمد ہو سکتا ہے لیکن یہ حیرت انگیز واقعات سینکڑوں تاریخوں میں متفرق طور پر بکھرے ہوئے ہیں۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ مختلف اسلامی تاریخوں کا مطالعہ کر کے اس قسم کے تمام واقعات ایک جگہ جمع کر دیں۔ اس لئے آج سے ہم اس کا سلسلہ شروع کرتے ہیں، اور اُمید کرتے ہیں کہ ناظرین اس سلسلہ کو پورے طور پر پسند فرمائینگے۔ یہ واقعات کسی ترتیب سے درج نہیں کئے جائینگے نہ ان کو مضامین کے لحاظ سے تقسیم کیا گیا ہے، اور نہ سنہ کے لحاظ سے بلکہ جو کتاب بھی سامنے آجائیگی، اور دَوران مطالعہ میں جو واقعہ بھی دلچسپ نصیحت آمیز اور عجیب معلوم ہوگا درج کر دیا جائے گا۔ جب کافی واقعات یکجا ہو جائیں تو پھر ناظرین خود جس طرح چاہیں انہیں ترتیب دے لیں۔ یا اگر ہمیں اس سلسلہ کو کبھی کتابی شکل میں شائع کرنے کی توفیق ہوئی تو اس وقت جو ترتیب مناسب معلوم ہوگی اختیار کی جائے گی۔

ہم اس سلسلہ کو تبرکاً حضرت رسُولِ مقبُول محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام سے شروع کرتے ہیں تاکہ پیارے آقا کے ذکرِ خیر کے طفیل اس سلسلہ کو پوری مقبولیت اور شہرت حاصل ہو۔

خاکسار محمد اسماعیل

۱۔ چھوٹی سی عمر میں بے نظیر بہادری

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب چھوٹے بچے تھے، اور اپنی دائی حلیمہ کے پاس اُس کے گاؤں میں رہا کرتے تھے تو حلیمہ کے لڑکوں کے ساتھ آپ بھی جنگل میں بکریاں چرانے چلے جایا کرتے تھے۔ اُس وقت حضور کی عمر کوئی پانچ چھ برس کی ہوگی۔

ایک دن بکریاں جنگل میں چر رہی تھیں، اور سب لڑکے ایک جگہ بیٹھے ہوئے کھیل رہے تھے کہ یکایک ڈاکوؤں کا ایک گروہ تلواریں تانے، نیزے لٹکائے سامنے سے آنا دکھائی دیا۔ ان کی خوفناک شکلیں دیکھتے ہی سب لڑکے جان کے خوف سے گاؤں کی طرف بھاگ گئے۔ صرف آپ ہی ایسے بچے تھے جو کھڑے رہے، اور بالکل نہ ڈرے۔ اتنے میں ڈاکو پہنچ گئے۔ انہوں نے چھوٹے بچے کا کچھ خیال بھی نہ کیا، اور بکریاں سمیٹ کر جانیکو تیار ہو گئے۔ معاً آپ آگے بڑھے، اور ڈاکوؤں سے بچپن کے لہجہ میں فرمانے لگے۔ "گاؤں والوں نے یہ بکریاں ہمارے ساتھ یہاں جنگل میں بھیجی تھیں، اگر تم انہیں لے جانا چاہتے ہو تو چل کر گاؤں والوں سے پُوچھ لو۔ وہ کہیں تو لے جانا" بچے کی یہ بات سُن کر ڈاکو ہنسنے لگے۔ اُن کو ہنستے دیکھ کر آنحضرتؐ نے فرمایا۔ "میں تمہیں یہ بکریاں ہرگز نہیں لیجانے دوں گا۔ اور اگر تم انہیں لے جانا چاہو تو یہ کام کرو کہ پہلے مجھے جان سے مار ڈالو پھر بکریاں لے جانا۔ جب تک زندہ ہوں اُس وقت تک یہ بکریاں یہاں سے نہیں جانے پائیں گی۔

ایک بچے کے مُنہ سے یہ بہادرانہ اور اولوالعزمانہ کلمات سُن کر ڈاکوؤں کا سردار حیران ہو گیا۔ اُس نے آج تک کسی بڑے سے بڑے بہادر کے مُنہ سے بھی خونخوار ڈاکوؤں کے مقابلہ میں اس قسم کے کلمات نہیں سُنے تھے۔ بڑے ہی تعجب سے اُس نے پُوچھا "میاں! تمہارا نام کیا ہے؟" چھوٹے بچے نے متانت سے جواب دیا "محمدؐ" سردار نے پھر پُوچھا "تمہارے باپ کا نام کیا ہے؟" آپؐ نے فرمایا "عبدالمطلب" ڈاکوؤں کا سردار یہ سُن کر کہنے لگا "بیشک بیشک!! سردارِ قریش کے لڑکے کو ایسا ہی بہادر ہونا چاہیے۔"

یہ کہہ کر ڈاکوؤں کو حکم دیا کہ تمام بکریاں اس بچے کی بہادری کے انعام میں چھوڑ دو، اور واپس چلو۔ ہمیں آجتک ایسے ننھے بہادر سے واسطہ نہیں پڑا، اور ہمیں اس عجیب و غریب بہادر کے مقابلہ میں اپنی شکست کو تسلیم کر لینا چاہئے۔" ڈاکوؤں نے فوراً اپنے سردار کے حکم کی تعمیل کی، اور جنگل میں غائب ہو گئے۔

اتنے میں گاؤں میں ڈاکوؤں کی خبر پہنچ گئی تھی، اور بہت سے لوگ تلواروں سے مسلح ہو کر باہر نکل آئے تھے اور ڈر رہے تھے کہ محمدؐ ڈاکوؤں کے ہاتھ میں پڑ گئے ہیں، انہوں نے بچے کو ضرور مار ڈالا ہوگا۔ مگر لوگ یہ دیکھ کر بہت متعجب ہوئے کہ چھوٹا بچہ ٹہل رہا ہے، اور بکریاں بدستور جنگل میں چر رہی ہیں۔ لوگوں نے گھبرا کر آپ سے واقعہ پُوچھا، اور آپ نے ہنس ہنس کر گاؤں والوں سے ساری کیفیت بیان کی۔

جاؤ۔ ڈھونڈو۔ دُنیا کی کسی تاریخ میں ایک ننھے بچے کی ایسی عدیم المثال بہادری کا کوئی دُوسرا واقعہ، اور تم یقیناً ناکامیاب رہو گے۔

(خاکسار محمد اسماعیل)

نہایت دلچسپ اور مفید کتابیں

گلِ صد رنگ

یہ نہایت بلند پایہ ادبی، علمی، تاریخی، تعلیمی، اصلاحی مضامین کا ایک بہترین مجموعہ ہے۔ نظم و نثر کے ۱۶۳ نادر مضامین مشہور انشا پردازوں کے ایک سو نایاب فوٹو۔ متعدد سہ رنگی تصاویر۔ مشاہیر ادب اردو کے اپنے ہاتھ کی تحریروں کے عکس اس مجموعہ کی زینت ہیں۔ ڈیڑھ سو مضمون نگاروں نے اس کی تیاری میں حصہ لیا ہے۔ بڑا سائز، ۵۰۰ صفحات لکھائی چھپائی بہترین۔ ایسا شاندار اور اس قدر ضخیم مجموعہ مضامین اب تک اردو زبان میں شائع نہیں ہوا۔

قیمت ۱۲ر مجلد ۱۴ر

کلیاتِ نظمِ حالی

مولانا حالی کا تمام منظوم کلام آج تک ایک جگہ جمع نہیں ہوا تھا نیز اکثر نظمیں مولانا کی نہایت غلط چھپی ہوئی بازار میں فروخت ہو رہی ہیں۔ ان دقتوں کو رفع کرنے کے لئے حالی بکڈپو نے مولانا کے سارے منظوم کلام کو ایک مجموعہ میں چھاپنا شروع کیا ہے، جس کی اب تک دو جلدیں چھپی ہیں۔ اس مجموعہ میں مولانا کی تمام چھوٹی بڑی، قدیم و جدید، مطبوعہ و غیر مطبوعہ اور متفرق و پراگندہ نظمیں بڑی محنت و تلاش کے بعد جمع کی گئی ہیں۔ قیمت جلد اوّل ۱۲ر مجلد ۱۴ر جلد دوم ۱۲ر مجلد ۱۴ر

مضامینِ حالی

مولانا حالی کے ۳۳ علمی، ادبی، مذہبی، اخلاقی، اصلاحی اور تاریخی بیش بہا مضامین کا نایاب مجموعہ مرتبہ مولانا وحید الدین سلیم پانی پتی۔ صرف چند جلدیں باقی ہیں۔

قیمت ۱۲ر مجلد ۱۴ر

پتہ: **منیجر حالی بک ڈپو پانی پت**

بیش بہا کتابوں کے جدید اڈیشن

پڑھنے اور رکھنے کے لائق

شمس العلما مولانا حالی کی شہرۂ آفاق نظمیں بازاروں میں عام طور پر نہایت غلط سلط، ردی کاغذ پر چھپی ہوئی فروخت ہو رہی ہیں۔ حالی بکڈپو نے اس حالت کو دیکھ کر مولانا کی نظموں کے جدید صحیح اڈیشن نہایت نفاست اور خوشنمائی کے ساتھ شائع کرنے شروع کئے ہیں۔ جن میں مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں:-

(۱) انہیں خاص طور پر ان نسخوں سے نہایت احتیاط کے ساتھ نقل کیا گیا ہے، جو خود مولانا نے اپنی زندگی میں چھپوائے تھے۔ تاکہ غلطی کا احتمال نہ رہے۔

(۲) ہر نظم کی مختصر تاریخ شروع میں لکھدی گئی ہے۔

(۳) انہیں اس قدر نمایاں اور موٹا لکھوایا گیا ہے کہ لڑکیاں اور بچے بھی بخوبی پڑھ سکتے ہیں۔

(۴) کاغذ عمدہ سفید چکنا۔ لکھائی خوشخط اور چھپائی روشن ہے۔

(۵) ہر کتاب کے شروع میں مولانا حالی کا دلفریب فوٹو موجود ہے۔

یہ کتابیں ضرور اس قابل ہیں کہ ہر صاحب ذوق کے پاس رہیں۔ لائبریریوں کے لئے اور تحفتہً یا انعام میں دینے کے واسطے بہترین چیز ہیں۔ اب تک حسب ذیل کتابیں شائع ہو چکی ہیں:-

مثنوی حب وطن	مثنوی مناجات بیوہ	مثنوی حقوق اولاد
۲ر	۴ر	۳ر
تحفۃ الاخوان	چپ کی داد	
۳ر	۲ر	

پتہ: **منیجر حالی بک ڈپو پانی پت**

ڈرامہ "وبائی بیماریوں کی موت"

اس دلچسپ اور مختصر ڈرامہ میں وبائی بیماریوں کے اسباب اور ان کے علاج کے طریقے ایسے دلکش انداز میں بیان کئے گئے ہیں کہ پڑھ کر بڑا ہی مزہ آتا ہے۔ چھوٹے بچوں کے لئے حفظان صحت کے متعلق اس سے بہتر ڈرامہ یقیناً آج تک نہیں لکھا گیا۔ دیہات سدھار کے جلسوں، ریڈکراس سوسائٹیوں اور سکولوں میں تقسیم انعامات وغیرہ کے موقعوں پر کرنے کے لئے بہترین ڈرامہ ہے۔ عبارت ایسی آسان ہے کہ تیسری جماعت کا بچہ بھی بخوبی سمجھ لے۔ ۳ر کے ٹکٹ بھیج کر منگا لیجئے۔

مکتوباتِ حالی

مولانا حالی کے نہایت بے نظیر ادبی، علمی، تاریخی، اخلاقی اور اصلاحی خطوط کا مجموعہ، اردو انشا پردازی کا قابل تقلید نمونہ، لٹریچر میں بہترین اضافہ، اور مولانا حالی کی ساری عمر کے تجربات کا نچوڑ۔ قیمت جلد اوّل و دوم ۱۲ر مجلد علیحدہ علیحدہ ۱۴ر

مسدسِ حالی کا اعلیٰ ترین اڈیشن

آج تک مسدس حالی کے جس قدر نسخے شائع ہوئے یہ اڈیشن ان سب سے بہتر ہے۔ ملک کے نامور انشا پردازوں نے اس کے مقدمے اور دیباچے لکھے ہیں۔ مولانا حالی اور سر سید کے فوٹو اور دونوں کے ہاتھ کی قلمی تحریروں کے عکس شامل کتاب ہیں۔ کاغذ، کتابت، طباعت نہایت دلفریب۔ جلد نفیس۔ قیمت ۸ر قسم دوم ۴ر

پتہ: **منیجر حالی بک ڈپو پانی پت**

دنیا بھر کی منتخب خبریں

—— ضلع بنارس میں ایک مقام پر زمین کے اندر سے سخت گڑگڑاہٹ کی آواز آ رہی ہے، اور ایک وسیع رقبہ سے دھوئیں کے بادل اُٹھ رہے ہیں۔

—— بنتوں (کشمیر) میں پچھلے دنوں ۳۵ دن لگاتار ہڑتال رہی۔ جس سے پبلک اور گورنمنٹ کو قریباً ایک کروڑ روپے کا نقصان پہنچا۔

—— جاپان اور چین میں آج کل جنگ چھڑ رہی ہے اسی سلسلہ میں پیکنگ یونیورسٹی کے باہر ۲۰ طلبا رجان بچانے کے لیے بھاگنے کی کوشش کر رہے تھے کہ جاپانی فوجوں نے انہیں گھیر لیا، اور سب کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔

نیز خبر آئی ہے کہ ۸ ہوائی جہازوں نے شنگھائی سے ۵۰ میل کے فاصلے پر شہر چنگ شو پر گولہ باری کی جس کے نتیجہ میں دم کے دم میں پانچ ہزار چینی ہلاک ہو گئے۔ اور بے شمار آدمی زخمی ہوئے۔ شہر کی عالیشان عمارتیں کھنڈر ہو گئیں، اور بازاروں میں جگہ جگہ کشتوں کے پشتے لگ گئے۔

—— پیرس (فرانس) میں ایک انجمن قائم ہوئی ہے جس کی ممبر صرف وہ عورتیں ہو سکیں گی جنہیں کسی نہ کسی مقابلۂ حسن میں انعام مل چکا ہو۔ اب تک ۵۶ لڑکیاں اس کی ممبر ہو چکی ہیں۔

—— مراکش میں فرانسیسی گورنمنٹ کے خلاف قوم پرور عربوں نے جو بغاوت کر رکھی ہے، اُس میں ابتک ۱۵ عرب ہلاک اور ۱۰ مجروح ہو چکے ہیں۔

—— اعلیحضرت حضور نظام نے مولانا شوکت علی صاحب کا ۲۰۰ روپیہ ماہوار وظیفہ مقرر فرمایا ہے۔

—— اسپین میں عرصہ سے جو زبردست بغاوت ہو رہی ہے۔ اس سلسلہ میں تازہ خبر ہے کہ باغیوں نے سرکاری فوج سے حال کی لڑائی میں ۱۵۰ توپیں ۴۴ ٹینک ۵۰۰ مشین گنیں اور ۳۰ ہزار بندوقیں چھین لیں۔

—— حال میں سفیر برطانیہ کی موٹر پہ جاپانی ہوائی جہاز نے چین میں گولہ باری کی۔ اس پر حکومت برطانیہ نے سخت احتجاج کیا مگر جاپان کی فرعون گورنمنٹ نے جواب دیا کہ اس امر کا کوئی ثبوت ہی نہیں کہ حملہ جاپانی طیارے نے کیا۔ اور یہ بھی کہا کہ برطانوی یادداشت جاپانی وقار پر شدید حملہ ہے۔

—— لاہور میں ایک شخص نے اپنے بیٹے کے خلاف ہتک عزت کا مقدمہ اس بنا پر دائر کیا ہے کہ اس نے یہ بات مشہور کر دی ہے کہ میں اس کی بیوی کو اپنی زوجہ سمجھتا ہوں۔

—— حضور ملک معظم کے متعلق خبر شائع ہوئی ہے کہ آپ ۱۹۳۸-۳۹ء کے موسم سرما میں ہندوستان تشریف لائیں گے اور اس دورہ میں حیدرآباد کا بھی ملاحظہ فرمائیں گے۔

—— عنقریب اسی مہینے میں یورپ کے ۵ مشہور پہلوان ہندوستانی پہلوانوں سے کشتی لڑنے کے لئے بمبئی آئیں گے انعامات کے تین درجے مقرر کئے گئے ہیں دس ہزار، ۵ ہزار اور ۲ ہزار مع ایک کپ کے۔

—— بنگال میں راجشاہی کالج کے پرنسپل نے ہندو طلبہ کے بورڈنگ ہاؤس کا تھوڑا سا حصہ الگ کر کے اس میں دو تین مسلمان طلبا کو قیام کی اجازت دیدی۔ اس پر ہندو طلبہ نے پرنسپل سے مطالبہ کیا کہ مسلمان لڑکوں کو ان کے ہوسٹل سے نکال دیا جائے۔ جب ان کا مطالبہ منظور نہ ہوا تو انہوں نے بھوک ہڑتال شروع کر دی۔ اور اس کے بعد اپنا اپنا اسباب اٹھا ہوسٹل سے نکل گئے۔ ہرچند ان طلبہ کو سمجھایا گیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ مجبور ہو کر وزارت بنگال نے حکم دیا ہے کہ کالج کا مستقل عملہ تبدیل کر دیا جائے۔ عارضی عملہ برخواست کر دیا جائے اور کالج طویل مدت کے لئے بند کر دیا جائے۔ اس حکم سے سخت اضطراب پھیل رہا ہے۔

—— لاہور میں رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز کی فرم کا ایک چپراسی دفتر سے ڈاکخانہ میں ڈالنے کے لئے ڈاک لیجاتا۔ لفافوں پر سے ٹکٹ اُتار کر بیچ دیتا، اور لفافے گھر میں رکھ لیتا۔ مہینوں اسی طرح کرتا رہا۔ آخر ایک مرتبہ شبہ ہونے پر پولیس کے ذریعہ اس کے گھر کی تلاشی لی گئی تو ساڑھے چھ سو لفافے ٹکٹ اُکھڑے ہوئے برآمد ہوئے۔

—— لاہور میں گورنمنٹ ایک بوچڑخانہ بنا رہی ہے جس پر ہندو نہایت ناراضگی کا اظہار کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں مسٹر گاندھی نے لکھا ہے کہ "اگر مسلمان بھی ہندوؤں کیساتھ مل جائیں تو لاہور کا بوچڑخانہ نہیں بنے گا"۔

—— بنارس میں ایک کانگریسی ممبر کمیٹی نے اس ریزولیوشن کا نوٹس دیا ہے کہ یہاں گائے ذبح کرنے کی ممانعت کر دی جائے۔ اس پر پنڈت جواہر لال نہرو نے بنارس تار دیا ہے کہ اس قسم کا ریزولیوشن فرقہ وارانہ کشمکش کو بڑھاوے گا۔ لہٰذا اسے پیش نہیں کرنا چاہیے۔

—— شدید بارشوں کی وجہ سے دریائے بیاس میں زبردست طغیانی آنے کے باعث کئی گاؤں تباہ ہو گئے، اور سینکڑوں مویشی دریا میں بہہ گئے۔

—— ڈپٹی کمشنر لاہور کے دفتر میں ایک دو تین کلرکوں کی ضرورت تھی مگر ۲۷ امیدوار پہنچ گئے۔ جن میں سے تین بی۔ اے، ایل۔ ایل۔ بی اور متعدد بی۔ اے تھے۔ اسامی کی تنخواہ صرف ۲۵ روپے ہے۔

—— ڈیرہ دون کے قریب ایک گاؤں کے مویشی جنگل میں چر رہے تھے، اور ان کے چرواہے قریب ہی آپس میں کھیل رہے تھے۔ اسی دوران میں ان میں سے ایک نے ایک مینڈک کو جو پاس پھدکتا پھر رہا تھا مار ڈالا باقی چرواہے اس پر نہایت ناراض ہوئے، اور فوراً چرواہوں کی ایک مجلس اس جرم کی سزا دینے کے لیے بیٹھ گئی۔ جس نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا کہ مینڈک کے قاتل کو پھانسی کی سزا دیجائے اس حکم کی تعمیل کی گئی۔ ایک مضبوط درخت میں لٹکا دیا گیا اور قاتل کو ایک بھینس پر کھڑا کر کے رسہ اس کی گردن میں ڈال دیا گیا، اور بھینس کو ہانک دیا گیا۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ وہ شخص لٹکتا ہوا مر گیا۔ سشن کورٹ کے جج گرفتار ہیں۔

موضع بھادڑ کا المناک حادثہ

پانی پت سے ۶ میل پر بھادڑ نام ایک گاؤں ہے۔ پانی پت کے فائرنگ کے بعد یہاں کے مندر میں ایک ہڈی پائی گئی شبہ کیا گیا کہ یہ کسی مسلمان نے ڈالی ہے۔ چنانچہ دو مسلمانوں پر مقدمہ چلایا گیا، لیکن وہ بے گناہ پائے گئے، اور صاف بری ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ موضع کے ہندو اس وقت سے مسلمانوں سے کشیدہ تھے۔ آخر ۶ اور ۷ ستمبر کی درمیانی شب کو موقع دیکھ کر جبکہ گاؤں کے مسلمان عشا کی نماز میں مشغول تھے، یکایک بہت سے ہندو مسلح ہو کر مسجد پر حملہ آور ہوئے، اور تمام نمازیوں کو بُری طرح زخمی کیا۔ ان کے خون سے مسجد کا فرش رنگین ہو گیا۔ بلوائیوں نے نماز پڑھتے ہوئے بے گناہ مسلمانوں ہی کو جان سے مار ڈالنے کی کوشش نہیں کی بلکہ مسجد کا ایک مینارہ بھی شہید کر دیا مسلمان عورت ان کے نیچے پڑ گئی اسی سلسلہ میں ایک بچہ بھی زخمی ہوا علاوہ ۱۲ مرد اور ۳ عورتیں مضروب ہیں اس وقت تک گرفتار ہو چکے ہیں۔ ۷ مرد اور ۳ عورتیں شفاخانہ پانی پت بھیج دی گئی ہیں۔